ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

علامہ ابن حجر عسقلانی کا منہج واسلوب اور لسان المیزان کا تعارفی مطالعہ

Methodology & Style of Al-Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, and Introductory Study of the Lisān al-Mīzān

Muhammad Mohsin*
Mudarris, Jamia Darul Uloom Kabirwala, Kabirwala

Abstract

Lisān al-Mīzān is a distinguished and widely discussed work in the science of Asmāʾ al-Rijāl (the study of narrators), authored by the eminent scholar Al-Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī (may Allah have mercy on him). This article aims to introduce this seminal book, examine its methodology and stylistic features, and provide a detailed account of its structure and approach to assessing narrators. It also explores the manuscript and printed versions, deciphers the symbols and annotations used by the author, and highlights the foundational principles employed in evaluating narrators. The study identifies instances where the author deviated from his established principles, offering clarifications for specific terms and contexts when necessary. Additionally, the reasoning behind the book's title, its primary sources and references, and potential areas for further refinement are thoroughly discussed. By addressing these facets, the article seeks to make the study of Lisān al-Mīzān more accessible and engaging. In conclusion, the article aspires to leave no dimension of Lisān al-Mīzān unexplored, fostering a deeper appreciation for the work and equipping readers with the tools to navigate its content with ease and enthusiasm.

Keywords: Ibn e Hajr, Lisan ul Mizan, Methodology, Introductory Study

تعارف

لسان المیزان کا بنیادی مصدر اوراس کی اصل امام حافظ ابو عبد اللہ، محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (673ھ۔748ھ) کی کتاب "میزان الاعتدال فی نقد الرجال" ہے۔علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے اصلا اسی کو سامنے رکھا، اسی کی ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مناسب حذف واضافہ کرکے اسے بہتر شکل میں مرتب کیا جس کا نام لسان المیزان رکھا۔ اگرچہ دوسری کتب سے بھی استفادہ کیا لیکن اصل بنیاد یہی میزان الاعتدال ہی ہے، جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے خود مقدمہ کتاب میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ [1]

لسان المیزان کی وجہ تسمیہ

لسان المیزان نام رکھنے میں ایک زبردست نکتہ ہے۔اصل میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کا نام میزان الاعتدال (اعتدال کا ترازو) رکھ کر اشارہ کیا کہ جن حضرات نے ان سے پہلے اسماء الرجال پر کتب لکھیں وہ افراط یا تفریط، تساہل یا تشدد کا شکار ہوگئے ،اوراس کتاب میں اعتدال ہے نہ افراط ہے نہ تفریط۔

* Email of corresponding author: m.mohsinkwl@gmail.com

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے لسان المیزان نام رکھ کے اس سے بھی دقیق نکتہ کی طرف اشارہ کیا۔ لسان کا معنی عموماً زبان، بولی، لغت وغیرہ کیا جاتا ہے، لیکن لسان المیزان کا معنی ترازو کے دستے کی سوئی[2] بھی آتا ہے، یعنی دستے کے ساتھ جو سوئی لگی ہوتی ہے جو دائیں بائیں جھکتی ہے اور وزن بتاتی ہے، اور جب بالکل سیدھی ہو تو یہ بتاتی ہے کہ دونوں پلڑے بالکل برابر ہیں، تو ابن حجر رحمہ اللہ نے اشارہ کیا کہ یہ کتاب میزان الاعتدال کے لئے سوئی ہے جو بالکل برابر اور ٹھیک درمیان میں ہے ذرہ برابر دائیں بائیں نہیں ہے، یعنی امام ذہبی سے جو میزان الاعتدال میں تسامح وغیرہ ہو گیا لسان المیزان میں اسے بھی درست کر دیا گیا اور یہ کتاب اپنے موضوع پر قول فیصل بن گئی۔[3]

لسان المیزان کے قلمی نسخوں کا تعارف

پہلا نسخہ

اسے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے شاگرد تقی الدین، ابو الفضل، عبد الرحمن بن احمد قلقشندی قاہری نے ان کی زندگی میں ہی 845 سے 848 تک تقریباً تین سال میں لکھا (ان کے متعلق علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: الشیخ الفاضل المحدث المکثر البارع) یہ نسخہ مکتبہ راغب پاشا استنبول میں پایا گیا۔ اس کی تین جلدیں ہیں، پہلی جلد زاء تک ہے، دوسری جلد سین سے لام تک ہے، اور تیسری جلد میم سے آخر تک ہے۔ پہلی جلد کے 253 اوراق ہیں، دوسری کے 244 اور تیسری کے 294 اور ایک صفحہ پچیس سطور پر مشتمل ہے۔ یہ نسخہ بہت قابل اعتماد ہے کیونکہ یہ مؤلف رحمہ اللہ کو سنایا گیا اور اس پر ان کے دستخط بھی ہیں، اور دو مرتبہ اس کا مؤلف کے نسخہ سے تقابل بھی کیا گیا، 18 محرم 849ھ کو تین سال میں یہ تقابل مکمل ہوا، جیسا کہ تیسری جلد کے آخر میں مؤلف رحمہ اللہ کے قلم سے درج کیا گیا ہے۔ اور مؤلف رحمہ اللہ کے اپنے قلم سے تیسری جلد کے حاشیہ پر بہت سے الحاقات بھی موجود ہیں۔ پھر ناسخ نے دوسری مرتبہ بھی مؤلف کے نسخہ سے اس کا تقابل کیا۔

دوسرا نسخہ

یہ مکتبہ احمد الثالث استنبول کا نسخہ ہے۔ اس کے بھی تین اجزاء ہیں اور اس کی ترتیب پہلے نسخہ کی طرح ہے۔ علامہ، امام برہان الدین البقاعی کی فرمائش پر علی بن محمد المنوفی نے اسے لکھا، اور اس کی کتابت 17 جمادی الثانیہ 852ھ میں مکمل ہوئی۔ اس کی پہلی جلد کا مؤلف کے نسخہ سے تقابل کیا گیا وہ تو درست ہے، لیکن آخری دو جلدوں کا تقابل نہیں کیا گیا، ان میں بہت زیادہ تحریف موجود ہے۔ اس نسخہ میں پہلے نسخہ پر اضافات بھی ہیں خصوصاً باب الکنی اور باب المبہمات میں۔

تیسرا نسخہ

استنبول کے مکتبہ داماد ابراہیم کا نسخہ، اس کی صرف پہلی جلد دستیاب ہوئی، جو عبید اللہ بن یعقوب الرازی کے ترجمہ تک ہے۔ اس کا کاتب معلوم نہیں ہو سکا۔ لیکن اس کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بہت پرانا نسخہ ہے، کیونکہ اس میں امام ذہبی کی بات کو نقل کیا گیا ہے اور اس پر جو ابن حجر رحمہ اللہ نے گفتگو فرمائی اس کا تذکرہ نہیں ہے۔ اس نسخہ میں بھی تحریف اور بہت سی باتوں کا تذکرہ نہیں ہے جو دوسرے نسخ میں موجود ہیں۔

چوتھا نسخہ

استنبول کے مکتبہ وزیر ابی العباس احمد بن عبد اللہ المعروف کوبر یلی کا نسخہ۔ اس کا کاتب بھی معلوم نہیں ہو سکا لیکن یوں لگتا ہے کہ اس کا کاتب عالم نہیں تھا، کیونکہ کتابت میں فحش غلطیاں موجود ہیں۔ اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ مؤلف رحمہ اللہ کی وفات کے بعد لکھا گیا ہے۔ اور یہ نسخہ شروع میں پہلے نسخہ کے مطابق ہے، اور جہاں سے محمد نامی لوگوں کے حالات شروع ہو رہے ہیں وہاں سے یہ نسخہ نمبر 2 کے موافق ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے لکھتے ہوئے ان دونوں نسخوں کو سامنے رکھا گیا ہے۔

پانچواں نسخہ

استنبول کے مکتبہ لا لہ لی کا نسخہ، یہ پورا دستیاب نہیں ہو سکا۔ اس کی صرف دوسری جلد موجود ہے جو عبدان بن یسار کے ترجمہ سے آخر کتاب تک ہے۔ اس کے اوراق کی تعداد 262 ہے۔ اس کے کاتب مؤلف کے شاگرد شمس الدین محمد بن علی ہیں جو ابن قمر الحسینی کے نام سے مشہور تھے، ان کی وفات 876ھ میں ہے۔ اس نسخہ کی کتابت 841ھ میں مکمل ہوئی۔ یہ نسخہ بھی پہلے نسخہ کی طرح بہت اچھا ہے۔ اور اس نسخہ کے حاشیہ پر بہت سے اضافات مؤلف رحمہ اللہ کے قلم سے لکھے گئے ہیں۔ بلکہ فصل الکنی تو ساری مؤلف کے قلم سے لکھی گئی ہے۔

چھٹا نسخہ

نسخہ مکتبۃ الازہر، اس کی صرف پہلی جلد دستیاب ہوئی، جو عبد اللطیف بن ابی النجیب عبد القاہر کے ترجمہ تک ہے۔

ساتواں نسخہ

خزانہ عامہ رباط کا نسخہ، یہ ناقص نسخہ ہے جو مبشر بن احمد بن علی الرازی کے ترجمہ سے آخر کتاب تک ہے۔

آٹھواں نسخہ

بلدیہ اسکندریہ کا نسخہ، یہ مکمل نسخہ ہے جو 1123ھ میں لکھا گیا، اور اس میں اغلاط بہت زیادہ ہیں۔[4]

لسان المیزان کے مطبوعہ نسخے

پہلا نسخہ

دائرۃ المعارف نظامیہ، حیدر آباد دکن، ہندوستان میں 1329ھ سے 1331ھ تک چھ جلدوں میں یہ نسخہ طبع ہوا۔ ناشر نے یہ ذکر نہیں کیا کہ اس نسخہ کی بنیاد اور اصل کونسا نسخہ ہے۔ غالب گمان یہی ہے کہ اس کی بنیاد مکتبہ سعیدیہ حیدر آباد کا نسخہ ہے۔

یہ نسخہ انتہائی کمزور ہے، اس میں اغلاط اور تحریفات بہت زیادہ ہیں، اس کے باوجود علماء اور محققین کے ہاں یہ نسخہ بہت مقبول رہا، اور دوسرے مکاتب نے بھی اسی کا عکس لے کر شائع کیا، مثلاً دار صادر، دار الفکر اور مؤسسۃ الاعلمی بیروت والوں نے اسی کا عکس شائع کیا۔ پاکستان میں پہلی بار ادارہ تالیفات اشرفیہ والوں نے اس کا عکس شائع کیا سات جلدوں میں، لیکن اس پر سن اشاعت درج نہیں ہے۔ راقم کے پاس بھی یہی نسخہ ہے۔

دوسرا، تیسرا، چوتھا نسخہ

کچھ محققین نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ لسان المیزان کو اصل قلمی نسخے سے تقابل کر کے اغلاط اور تحریفات سے پاک نسخہ شائع کیا جائے چنانچہ اس کے نتیجہ میں تین مطبوعہ نسخے سامنے آئے۔ دارالکتب العلمیہ بیروت سے 1416ھ میں شیخ عادل احمد عبدالموجود، شیخ علی محمد معوض، اور دکتور عبدالفتاح ابو سنہ کی تحقیق سے سات جلدوں میں یہ کتاب طبع ہوئی۔ لیکن اس نسخہ پر بھی اعتماد نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس میں بھی تصحیح کی بہت ضرورت ہے۔

پانچواں نسخہ

مطبعہ فارق قاہرہ کا نسخہ جو غنیم عباس غنیم اور خلیل محمد العربی کی تحقیق سے 1416ھ میں آٹھ جلدوں میں شائع ہوا۔ اس میں بھی تصحیح کی کوشش کے باوجود بہت سی اغلاط رہ گئیں۔

چھٹا نسخہ

داراحیاء التراث العربی بیروت کا نسخہ جو 1416ھ میں نو جلدوں میں شائع ہوا۔ اور اس کی تحقیق کرنے والے چودہ مرد اور دو عورتیں تھیں، انہوں نے محمد عبدالرحمن المرعشلی کی نگرانی میں کام کیا۔ اس نسخہ کے شروع میں محققین نے 563 صفحات کا ضخیم مقدمہ بھی لکھا۔ جس میں مؤلِف اور مؤلَّف کا خاصا تعارف پیش کیا۔ لیکن اس نسخہ میں بھی بہت سی اغلاط موجود ہیں۔

ساتواں نسخہ

یہ نسخہ 1423ھ، 2002ء میں دس جلدوں میں دارالبشائر الاسلامیہ بیروت، لبنان سے شیخ عبدالفتاح ابو غدہ کی تحقیق سے شائع ہوا۔ انہوں نے نسخہ نمبر ایک پر اعتماد کیا اور اسے اصل کا درجہ دیا اور نمبر 2 سے نمبر 5 تک ان چار نسخوں کو معاون کے طور پر ساتھ رکھا۔ انہوں نے شروع میں مقدمہ بھی لکھا جس میں کتاب لسان المیزان کے متعلق کئی مباحث ذکر کیں۔ اور محقق نے کوشش کی کہ اس نسخہ میں حتی الامکان اغلاط نہ ہوں۔ چنانچہ یہ بہت اچھا نسخہ ہے۔ مکتبہ شاملہ میں لسان المیزان کا یہی نسخہ لیا گیا ہے اور موافق للمطبوع ہے۔

لسان المیزان کے رموز واشارات

مؤلف رحمہ اللہ نے کتاب میں درج ذیل اشارات استعمال کیئے ہیں:

(1)ذ(2)ز(3)ک(4)حب(5)ص(6)صح(7)ھ

1۔ذ اس سے حافظ عراقی رحمہ اللہ کی ذیل لسان المیزان کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

2۔ز جو تراجم لسان المیزان اور ذیل لسان المیزان میں نہیں ہیں، ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کا خود اضافہ کیا ان کی طرف ز سے اشارہ کرتے ہیں۔

بعض تراجم میں ذ اور ز دونوں رموز اکٹھے بھی مذکور ہیں۔

3۔ک جن رواۃ کا ذکر امام حاکم رحمہ اللہ کی المستدرک علی الصحیحین میں ہے ان کی طرف ک سے اشارہ کرتے ہیں۔

لیکن مؤلف نے ہر جگہ اس کا استیعاب نہیں کیا کئی جگہ مستدرک حاکم سے تراجم لئے گئے ہیں لیکن یہ علامت مذکور نہیں ہے۔

4۔حب اس سے مراد صحیح ابن حبان ہے۔یہ صرف ایک جگہ ذکر کیا گیا ہے یزید بن صالح یشکری کے ترجمہ میں اور اس کے ساتھ ک بھی مذکور ہے۔

5۔ص باب الکنی اور باب المبهمات میں اسے ذکر کیا ہے،اس سے مراد لسان المیزان کی اصل یعنی میزان الاعتدال ہے،باب الکنی والمبهمات میں جس راوی کے ساتھ ص لکھا ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ میزان الاعتدال سے لیا گیا ہے اور جس کے ساتھ ص مذکور نہ ہو وہ ابن حجر رحمہ اللہ کا اضافہ ہے۔

6۔ صح جس راوی کے متعلق کلام کیا گیا ہو اور اس کا عادل ہونا راجح ہو تو اس کے کنارے پر صح لکھتے ہیں یعنی یہ صحیح اور ثقہ ہے۔زیادہ تر اس علامت کو فصل تجرید میں استعمال کیا گیا ہے۔البتہ بعض جگہ اس علامت کا محل ہونے کے باوجود یہ علامت استعمال نہیں کی گئی جیسا کہ بشر بن ولید کندی وغیرہ کے ترجمہ میں۔

7۔ہ فصل التجرید میں اس علامت کو ذکر کیا گیا ہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ اس راوی میں ائمہ کا اختلاف ہے بعض اس پر جرح کرتے ہیں اور بعض اس کی توثیق کرتے ہیں۔البتہ کتاب میں صرف ایک جگہ محمد بن خالد الختلی کے ترجمہ میں اسے ذکر کیا گیا ہے۔[5]

کتاب کی ترتیب

لسان المیزان میں ایک مقدمہ اور تین اقسام ہیں۔مقدمہ میں تین مباحث ہیں:

1۔ پہلے تین صفحات میں علامہ ابن حجر عسقلانی نے خطبۃ الکتاب ذکر کیا۔

2۔ اس کے بعد "خطبۃ الاصل" کے عنوان سے تقریبا چار صفحات میں میزان الاعتدال کا خطبہ ذکر کر کے آخر میں فرمایا ہذا آخر الخطبۃ۔اس کے بعد مؤلف نے فرمایا کہ میزان الاعتدال کتاب میں ایسے امور مذکور ہیں جنہیں مقدمہ میں ذکر کرنا مناسب تھا،چنانچہ تقریبا تین صفحات میں کچھ امور ذکر فرمائے ہیں۔مثلا:

1۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے ابان عطار کے حالات میں فرمایا کہ جب میں کسی راوی کے نام کے شروع میں "صح" لکھوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ثقہ ہی مانا گیا ہے۔

2۔ ابان بن حاتم املوکی کے حالات میں فرمایا کہ جس راوی کے متعلق میں کہوں کہ یہ مجهول ہے اور اس کی نسبت کسی کی طرف نہ کروں تو وہ ابو حاتم کا قول ہو گا۔اگر میں اس کا قائل بیان کر دوں تو ظاہر ہے مثلا ابن مدینی،ابن معین وغیرہ۔اگر میں کہوں کہ اس میں جہالت یا نکارت ہے،یا اسے مجهول کہا گیا ہے،یا غیر معروف ہے،اور اس کی نسبت کسی کی طرف نہ کروں تو وہ

میرا قول ہو گا۔ جیسا کہ کسی راوی کے متعلق میں کہوں صدوق، ثقہ، صالح، لین وغیرہ اور کسی کی طرف نسبت نہ کروں تو وہ میرا قول واجتہاد ہو گا۔

3۔ اس کے بعد علم اسماء الرجال کے متعلق دس اصول اوراہم امور بیان فرمائے اور ہر اصول کو الگ الگ فصل کے عنوان سے بیان فرمایا۔ مثلا:

فصل

ابن ابی خیثمہ نے فرمایا میں نے یحی بن معین سے ان کے اس قول کے متعلق پوچھا فلان لیس بہ باس اور فلان ضعیف، تو فرمایا لیس بہ باس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ثقہ ہے اور ضعیف کا مطلب یہ ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے اور اس سے حدیث نہ لکھی جائے۔ حمزہ سہمی فرماتے ہیں میں نے دار قطنی سے پوچھا جب آپ کہتے ہیں فلان لین تو اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا وہ ساقط اور متروک الحدیث نہیں ہے البتہ اس پر معمولی سی جرح کی گئی ہے جو اس کی عدالت پر اثر انداز نہیں ہوتی۔[6]

فصل

خطیب فرماتے ہیں اگر کسی راوی پر ایک یا دو ائمہ نے جرح کی اور ایک دو نے ہی اس کی تعدیل کی تو اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جرح اولی ہو گی کیونکہ معدل کو اس چیز کا علم نہیں ہوا جس کی وجہ سے جارح نے جرح کی ہے، تو معدل کا ظاہری عدالت بیان کرنا جارح کے کسی باطنی امر کی وجہ سے جرح کے خلاف نہیں ہے اس لئے جرح اولی ہو گی۔ اگر ایک جماعت نے کسی راوی کی تعدیل کی اور اس سے کم لوگوں نے جرح کی تو اس میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک تعدیل اولی ہے اور بعض کے ہاں جرح اولی ہے۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس میں محاکمہ پیش کیا کہ اگر جرح مبہم ہے تو اس کا اعتبار نہیں اور اگر جرح مفسر ہے تو جرح معتبر ہو گی نہ کہ تعدیل۔ یہاں ایک اور اہم بات بھی ذکر کی کہ ہر جگہ ایسا نہ ہو گا کہ جرح مبہم معتبر نہ ہو بلکہ جس راوی کی تعدیل و تجریح میں اختلاف ہو اس پر جرح مبہم معتبر نہ ہو گی جبکہ ایسا راوی جو مجہول ہو اس کے متعلق ایک امام کہے کہ یہ ضعیف ہے، متروک ہے، ساقط ہے یا نا قابل احتجاج ہے تو اس کا قول معتبر ہو گا اور اس جرح کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہو گی۔[7]

فصل

کسی راوی کا تزکیہ اور تعدیل کرنے والے ائمہ کے اقوال اوران کے سیاق وسباق میں غور وفکر کرنا ضروری ہے بعض اوقات کسی راوی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ثقہ ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس کی روایت لی جائے گی بلکہ یہ جواب سوال کے مطابق ہوتا ہے، مثلا ایک درمیانے درجے کے راوی کو ضعیف راویوں کے ساتھ ملا کر پوچھا جائے کہ فلاں، فلاں اور فلاں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو جواب میں کہا جاتا ہے کہ یہ ثقہ ہے یعنی ان دونوں سے بہتر ہے، جب صرف اس کے متعلق پوچھا جائے تو بتا دیا جاتا ہے کہ یہ درمیانہ راوی ہے۔ مثلا دوری فرماتے ہیں ابن معین سے ابن اسحاق اور موسی بن عبدہ ربذی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا ابن اسحاق ثقہ ہے، اور جب اکیلے ابن اسحاق کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا سچا ہے لیکن قابل احتجاج نہیں ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ

سوال مختلف ہونے کی وجہ سے جواب مختلف ہے،لہذا جرح اور تعدیل کے اقوال کی پوری وضاحت اور سیاق وسباق کا مد نظر رکھنا ضروری ہے تب ہی راوی کے متعلق صحیح حکم تک آدمی پہنچ سکتا ہے۔تو اگر کسی امام نے ایک وقت میں ایک راوی کی توثیق کی دوسرے وقت میں اسے مجروح قرار دیا تو اسی تناظر میں دیکھ کر اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔[8] تقریباً آٹھ صفحات میں یہ دس فصول بیان فرمائیں۔

کتاب کی اقسام ثلاثہ

مقدمہ کے بعد تین اقسام میں رواۃ کے حالات کا ذکر کیا:

1۔ قسم الاسماء

2۔ قسم الکنی والمبہمات

3۔ فصل التجرید

یعنی حروف تہجی کی ترتیب سے راویوں کا تذکرہ کیا جو چھٹی جلد کے آخر تک جاری رہا۔اس کتاب میں زیادہ ترضعیف اور منکر راویوں کا ذکر ہے،البتہ بعض راویوں کی توثیق بھی فرمائی ہے۔پھر ساتویں جلد میں باب الکنی اور باب المبہمات پھر فصل التجرید کا ذکر فرمایا۔

لسان المیزان کے متعلق کچھ امور

1۔ میزان الاعتدال کے جن راویوں کو لسان المیزان میں حذف کر دیا گیاہے مؤلف رحمہ اللہ نے کتاب کے آخر میں فصل التجرید کے عنوان سے ان کی فہرست بھی ذکر کی ہے۔

اور مؤلف نے ان کو لسان المیزان میں اس لئے ذکر نہیں کیا کہ ان کا تذکرہ حافظ مزی کی کتاب "تہذیب الکمال" میں موجود ہے،اور جن رواۃ کا ذکر تہذیب الکمال میں ہے انہیں لسان المیزان میں ذکر نہیں کیا گیا۔

2۔ جن راویوں کو میزان الاعتدال سے لیا گیا ان کا نام لکھ کر حالات بیان کرنا شروع فرمادیتے ہیں،جب کہ بعض جگہ راوی کے نام سے پہلے زیاذ کا اضافہ کرتے ہیں پھر راوی کا نام ذکر کرتے ہیں۔

تو جن راویوں کا مؤلف نے لسان المیزان میں اضافہ کیا جو میزان میں نہیں تھے ان سے پہلے ز لکھتے ہیں جو زیادت کا مخفف ہے یعنی اضافہ۔اور جہاں ذ لکھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حافظ عراقی رحمہ اللہ کی کتاب ذیل میزان الاعتدال سے لیا گیا ہے۔اصل میں امام ذہبی رحمہ اللہ سے جن رواۃ کا تذکرہ رہ گیا حافظ عراقی رحمہ اللہ نے ذیل میزان الاعتدال لکھ کر ان راویوں کو جمع کیا۔

3۔ مؤلف رحمہ اللہ نے رواۃ کا بھی اضافہ کیا اور رواۃ کے احوال میں بھی بہت سے امور کا اضافہ کیا،چنانچہ پہلے میزان والی بات ذکر کرکے اس کے آخر میں انتہی لکھتے ہیں یعنی میزان کی بات مکمل ہوگئی،اس کے بعد اپنی طرف سے مزید اضافہ شدہ امور ذکر فرماتے ہیں۔

لسان المیزان کے صفحات کی تعداد

- جلد اول 492
- جلد دوم 514
- جلد سوم 448
- جلد چہارم 494
- جلد پنجم 440
- جلد ششم 335
- جلد ہفتم 537
- **مجموعہ صفحات 3260**

رواۃ کی تعداد

جلد اول میں ان رواۃ کا تذکرہ ہے جو الف سے شروع ہوتے ہیں جن کی تعداد 1524 ہے۔

جلد دوم میں باء سے زاء تک 2059 رواۃ کا تذکرہ ہے۔

جلد سوم میں سین تا عین کے بعض رواۃ کا تذکرہ ہے جن کی تعداد 1742 ہے۔

جلد چہارم میں بقیہ عین تا لام 1577 رواۃ کا تذکرہ ہے۔

جلد پنجم میں میم سے شروع ہونے والے بعض اشخاص کا تذکرہ ہے جن کی تعداد 1450 ہے جن میں محمد نام کے 1377 راوی ہیں۔

جلد ششم میں بقیہ میم تا ی 1198 رواۃ کا تذکرہ ہے، آخر میں مؤلف نے فرمایا ہذا آخر الاسماء یعنی حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق رواۃ کے اسماء مکمل ہوگئے۔

مجموعہ رواۃ: 9550

لیکن یہ حقیقی تعداد نہیں ہے بلکہ ایک راوی کے حالات میں ضمناً کسی اور راوی کا ذکر کیا گیا یا کسی راوی کا حوالہ دیا گیا تو اسے بھی مستقل شمار کرکے تعداد یہاں تک پہنچ گئی جبکہ حقیقی عدد **3189** ہے جیسا کہ پندرہویں نسخہ میں ہے۔

جلد ہفتم کے شروع میں **باب الکنی** ہے یعنی کنیت کے اعتبار سے رواۃ کا تذکرہ کیا گیا جو 1373 رواۃ پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد **باب المبہمات**، یعنی ایسے اسماء جو واضح نہ ہوں، مثلاً ابن فلاں وغیرہ۔

پھر اس باب میں تین فصول ہیں:

(1) فصل اول میں ان رواۃ کا تذکرہ ہے جو کسی جگہ، قبیلہ، دادا، حرفت وصناعت کی طرف منسوب ہیں۔ اس فصل میں حروف تہجی کی ترتیب سے 339 رواۃ کا بیان ہے۔

(2) فصل دوم میں ان رواۃ کا بیان ہے جن کے نام میں کسی اور چیز کی طرف اضافت پائی جاتی ہے۔ ابتدا "ابن فلاں " سے کی ہے جس میں 323 راوی مذکور ہیں۔

اس کے بعد عنوان قائم کیا ذکر بقیۃ من اضیف یعنی ابن کے علاوہ باقی مضاف ناموں کا تذکرہ۔ یعنی جن میں اخو، امام مسجد، بیاع، جار، خادم، خال، دلال، صاحب، عابد، عم، غلام، قاضی، مؤذن، مولی، وراق، وغیرہ کو مضاف بنایا گیا ہے۔

(3) فصل سوم میں القاب وصفات سے رواۃ کا تذکرہ کیا گیا ہے، لیکن اس میں سے اکثر کا ذکر اسماء میں ہو چکا ہے یہ 82 راوی ہیں۔

تنبیہ

یہاں پر اصل کتاب مکمل ہو گئی اور اس جگہ مؤلف رحمہ اللہ نے تنبیہ کے عنوان سے ایک اہم بات بیان فرمائی کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے راویات کی الگ فصل ذکر کی تھی لیکن ان میں سے اکثر کا ذکر رواۃ کے ساتھ کر چکے تھے۔ تو میں نے جن راویات کا ذکر کرنا تھا وہ حروف تہجی کی ترتیب سے مردوں کے ساتھ ہی کر دیا اس لئے میں نے عورتوں کے لئے الگ فصل قائم نہیں کی۔

فصل فی تجرید الاسماء

اس فصل میں مؤلف رحمہ اللہ نے میزان الاعتدال کے ان رواۃ کی فہرست بیان کر دی ہے جو تہذیب الکمال میں مذکور ہیں اور اسی وجہ سے انہیں لسان المیزان میں ذکر نہیں کیا گیا۔ اس فصل میں 3211 راویوں کی فہرست دی گئی ہے۔ اور مؤلف رحمہ اللہ نے یہ بھی بتا دیا کہ تہذیب الکمال میں ان میں سے جن رواۃ کے ساتھ "صح" لکھا ہوا ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس راوی پر بلا دلیل کلام کیا گیا ہے۔ اور جن رواۃ کے ساتھ "خ" لکھا ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں اختلاف تو ہے لیکن یہ ثقہ ہیں، اور باقی راوی ضعیف ہیں، پھر ان کے ضعف کے مراتب ہیں، کسی کا ضعف کم ہے اور کسی کا زیادہ۔ اس فصل میں بھی اسماء کے بعد کنی المتفرقات کے عنوان سے کنیتوں سے 362 رواۃ کا تذکرہ ہے۔

اس کے بعد عنوان قائم کیا باب من عرف بابیہ جسے پہلے ابن فلاں کے عنوان سے تعبیر کیا تھا اس عنوان کے تحت 88 راوی مذکور ہیں۔ اس کے بعد فصل فی الانساب کا عنوان قائم کیا، انساب نسب کی جمع ہے، نسب کا لفظ قرابت اور رشتہ داری پر بھی بولا جاتا ہے اسی طرح اسم کو کسی چیز کی طرف منسوب کرنے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور یہاں دوسرا معنی ہی مراد ہے کیونکہ اس فصل میں پیشہ وغیرہ کی نسبت کا بھی ذکر ہے جیسے خفاف وغیرہ۔ یعنی اس فصل میں ان رواۃ کا ذکر ہے جن کی نسبت قبیلہ، پیشہ یا کسی اور چیز کی طرف تھی۔ اس میں 63 راوی مذکور ہیں۔ اس کے بعد فصل فی النساء المجھولات کے عنوان کے تحت ان 75 راویات کا ذکر کیا جو معروف نہیں ہیں۔ اس کے بعد فصل فی کناھن میں کنیت کے اعتبار سے 27 راویات کا ذکر کیا۔ آخر میں بلا عنوان فصل قائم کی جس میں والدۃ فلاں، اور ایک والدۃ فلانۃ کا تذکرہ کیا، جو 14 راویات پر مشتمل ہے۔ آخر میں فصل فی التجرید کو ذکر کرنے کا فائدہ بیان کیا کہ اس طرح میزان الاعتدال کے سب رواۃ کا تذکرہ ہو گیا۔ فصل فی التجرید میں بہت سے رواۃ کا صرف نام ذکر کیا گیا ہے، البتہ کچھ رواۃ کے مختصر احوال بھی مذکور ہیں اور بہت کم ایسے ہیں جن کو تفصیلا بیان کیا گیا ہے۔

بعض حضرات نے یہ کہا کہ لسان المیزان میں ضعیف راویوں کا استقصاء کیا گیا ہے اوراس میں سب ضعیف راویوں کا تذکرہ آگیا ہے۔ یہ بات حقیقت کے خلاف ہے کیونکہ کچھ ضعیف راوی ایسے بھی ہیں جن کا لسان المیزان میں ذکر نہیں ہے جیسا کہ شیخ عبد الفتاح ابو غدہ نے اس کی تصریح کی ہے۔

تراجم رواۃ کی ترتیب میں مؤلف کا منہج

1۔مؤلف رحمہ اللہ نے راوی کے نام اور والد کے نام میں حروف تہجی کی ترتیب کا خیال کیا، دادایا اس سے اوپر کے اسماء میں اس کا خیال نہیں کیا، جیسا کہ امام ذہبی رحمہ اللہ کا بھی یہی طریقہ ہے۔

2۔مجرد اسماء کو پہلے ذکر کرتے ہیں اور مزید کو بعد میں، جیسا کہ بکر پہلے ذکر کیا بکران بعد میں[9] سلم پہلے ذکر کیا سلیمان بعد میں[10] عمر کو عمران سے پہلے لائے[11] زید کو زیدان سے پہلے لائے۔[12] لیکن بعض اوقات اس منہج کے خلاف بھی کیا مثلاً احمد بن عمران کو احمد بن عمر سے پہلے ذکر کیا[13] اسی طرح سعدان کو سعد سے پہلے ذکر کیا۔[14]

3۔ مہمل راوی یعنی جن کے والد کا نام مذکور نہ ہو انہیں بعد میں ذکر کرتے ہیں اور جن کے والد کا نام مذکور ہو انہیں پہلے ذکر کرتے ہیں جیسے شروع میں ہی ابان نام کے اٹھائیس رواۃ کا پہلے تذکرہ کیا جن کی نسبت والد کی طرف تھی[15] اور آخر میں ابان نام کے تین رواۃ کا تذکرہ کیا جو والد کی طرف منسوب نہیں ہیں۔[16]

اور بہت کم اس کے خلاف بھی کیا ہے جیسا کہ آدم مرادی کو آدم بن یونس سے پہلے ذکر کیا[17] امیہ قرشی کو امیہ بن سعید سے پہلے[18] ادریس حداد کو ادریس بن زیاد سے پہلے ذکر کیا۔[19]

4۔عبادلہ یعنی جن کا نام عبد اللہ ہو انہیں پہلے ذکر کرتے ہیں اور عبد سے شروع ہونے والے باقی اسماء کو بعد میں ذکر کرتے ہیں۔ بلکہ رواۃ کے آباء کے اسماء میں بھی اس کا خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ ابان بن عبد اللہ نامی دو راویوں کو پہلے ذکر کیا اور ابان بن عبد الرحمن اور ابان بن عبد الملک کو بعد میں ذکر کیا۔[20]

5۔ راویات کے نام رواۃ کے ساتھ ہی ذکر کئے ہیں جبکہ میزان میں راویات کی الگ فصل تھی۔

ذکر تراجم میں مؤلف کی شرط

مؤلف رحمہ اللہ کے ہاں تراجم رواۃ کو ذکر کرنے کی شرط تین امور پر مبنی ہے:

1۔میزان الاعتدال کے سب رواۃ کا ذکر ہو گا سوائے ان کے جو تہذیب الکمال میں موجود ہیں۔

2۔جن رواۃ کا تہذیب الکمال میں ذکر ہے ان کو حذف کیا جائے گا خواہ ان سے صحاح ستہ میں روایت لی گئی ہو یا نہ لی گئی ہو۔

3۔صحابہ کے تراجم کا ذکر نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ سب عادل ہیں۔ امام ذہبی نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔

مؤلف رحمہ اللہ نے انہی تین امور کو مد نظر رکھ کے تراجم رواۃ کا تذکرہ کیا، البتہ کہیں کہیں ان کے خلاف بھی کیا ہے:

1۔میزان الاعتدال میں بعض تراجم موجود تھے مؤلف نے انہیں نہیں لیا۔

لیکن یہ اختلاف نسخ پر مبنی ہے، تو ان رواۃ کا اس نسخہ میں تذکرہ نہ ہو گا جو مؤلف کے پاس تھا۔

2۔ مؤلف نے بعض ان رواۃ کا بھی تذکرہ کیا ہے جو تہذیب الکمال میں موجود ہیں جیسے اسحاق بن عیسی، جعفر بن مصعب، اسحاق بن ربیع وغیرہ۔ البتہ بعض جگہ کسی خاص مصلحت کے تحت تہذیب الکمال والے کسی راوی کا ذکر کیا تو وہ اس سے مستثنی ہے۔

میزان الاعتدال میں امام ذہبی نے بعض صحابہ کا بھی ذکر کیا مثلا بشر بن عصمہ، مسعود بن ربیع رضی اللہ عنہما وغیرہ جس پر ابن حجر رحمہ اللہ نے ان پر اعتراض کیا کہ اپنی شرط کی مخالفت کی۔ لیکن خود بھی بعض صحابہ کا تذکرہ کر گئے جیسے کنانہ بن اوس[21] ناجیہ بن اعجم[22] رضی اللہ عنہما۔

لسان المیزان کے مصادر

میزان الاعتدال کے علاوہ لسان المیزان کے درج ذیل مصادر ہیں:

- تاریخ ابن معین
- تاریخ بخاری
- تاریخ ابن ابی حاتم
- تاریخ اندلس (ابن الفرضی)
- الصلۃ (ابن بشکوال)
- تکملۃ الکامل (ابن طاہر مقدسی)
- تاریخ الاسلام (ذہبی)
- تاریخ بغداد (خطیب بغدادی)
- تاریخ مصر (ابن یونس)
- الرواۃ عن مالک (دار قطنی)
- الرواۃ عن مالک (خطیب بغدادی)
- الصلۃ (مسلم بن قاسم)
- غرائب مالک (دار قطنی)
- الوشی المعلم (علائی)
- الثقات (ابن حبان)

لسان المیزان کے متعلق چند متفرق امور

1۔بیض لہ ابن ابی حاتم

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے کتاب میں تقریبا چھہتر مقامات پر بیض لہ ابن ابی حاتملکھا ہے جن میں سے پہلا حارث بن سعد بن ابی وقاص کے ترجمہ میں ہے[23] جبکہ آخری یونس بن ابی العیزار کے ترجمہ میں ہے[24]۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الجرح والتعدیل میں اس راوی کا ذکر کیالیکن اس کے اساتذہ یاشاگردوں کو ذکر نہیں کیابلکہ بیاض یعنی خالی جگہ چھوڑ دی ،بعد میں انہیں یہ خالی جگہ پر کرنے کا موقع نہیں ملا۔تو اس کے لئے علماء نے یہ اصطلاح مقرر فرمائی ہے کہ ابن ابی حاتم نے اس بیاض کو پر نہیں کیااور خالی ہی چھوڑ دیا۔[25]

2۔التہذیب سے مؤلف کی مراد

تمہید: اس سے پہلے چند کتب رجال کا تھوڑاسا پس منظر بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ بات اچھی طرح سمجھ آجائے۔

اصل میں حافظ عبد الغنی المقدسی نے اس علم میں کتاب لکھی **الکمال فی اسماء الرجال**۔

حافظ مزی رحمہ اللہ نے اس کو مزید بہتر انداز میں پیش کیااور اس کا نام رکھا **تہذیب الکمال**۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی پھر تہذیب کی اور اس کا نام رکھا **تذہیب التہذیب**۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی تہذیب الکمال کی تہذیب کی جس کا نام **تہذیب التہذیب** رکھا۔

پھر تہذیب التہذیب کا خلاصہ نکالا جس کا نام **تقریب التہذیب** رکھا۔

توجہاں مؤلف رحمہ اللہ التہذیب فرماتے ہیں تو اس سے مراد تہذیب التہذیب نہیں ہوتی بلکہ تہذیب الکمال للمزی مراد ہوتی ہے۔تہذیب التہذیب کا یاتو پورانام ذکر کرتے ہیں،یایوں کہتے ہیں مختصر التہذیب،یامختصری یعنی میری مختصر۔[26]

3۔الاصل سے مراد

الاصل سے مراد امام ذہبی رحمہ اللہ کی میزان الاعتدال ہے کیونکہ لسان المیزان اسی پر مبنی ہے۔وہ الگ بات ہے کہ مؤلف رحمہ اللہ بعد میں اس پر پشیمان ہوئے اور اس آرزو کا اظہار کیا کہ کاش میں اسے مستقل کتاب بناتا نہ کہ میزان کے تابع۔[27]

کتاب میں مزید بہتری کی گنجائش

لسان المیزان میں بعض مقامات پر مؤلف نے اپنی شرط کے خلاف کیاہے جیسا کہ اوپر اس کا تذکرہ کیا گیاہے، اگر ان مقامات کو مؤلف کی شرط کے موافق کر دیاجائے تو کتاب میں مزید بہتری پیدا ہو سکتی ہے۔

خلاصہ بحث

لسان المیزان علم اسماء الرجال کی بلندپایہ تصنیف ہے جس کا منہج کچھ اس طرح ہے:1۔مؤلف رحمہ اللہ نے راوی کے نام اور والد کے نام میں حروف تہجی کی ترتیب کا خیال کیاہے۔2۔مجرد اسماء کو پہلے ذکر کیااور مزید کو بعد میں۔3۔مہمل راوی یعنی جن کے والد کا نام

مذکور نہ ہوانہیں بعد میں ذکر کیااور جن کے والد کا نام مذکور ہوانہیں پہلے ذکر کیا۔4۔عبادلہ یعنی جن کا نام عبداللہ ہوانہیں پہلے ذکر کیااور عبد سے شروع ہونے والے باقی اسماء کو بعد میں ذکر کیا۔5۔راویات کے نام رواۃ کے ساتھ ہی ذکر کئے۔لسان المیزان علم اسماء الرجال کی ایک عظیم اور بلند پایہ تصنیف ہے جو امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی گہری علمی بصیرت اور عمیق تحقیقی ذوق کا مظہر ہے۔مزید برآں، مؤلف نے کتاب میں اصولی تحقیق کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے ہر راوی کے حالات، ان کی ثقاہت یا ضعف کے دلائل، اور ان پر محدثین کے اقوال کو جامع انداز میں جمع کیا ہے۔یہ منہج نہ صرف علمی و تحقیقی اصولوں کی پاسداری کا مظہر ہے بلکہ اس فن کی اہمیت کو اجاگر کرنے میں بھی مددگار ہے۔اس طرح لسان المیزان علوم حدیث اور اسماء الرجال کے طالب علموں کے لیے ایک لازمی اور قابلِ قدر ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات وحواشی

---

[1] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، لسان المیزان، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، لبنان ۲۰۰۲ء، 1:191

Ibn Ḥajar al-ʻAsqalānī, Aḥmad ibn ʻAlī, Lisān al-Mīzān, Dār al-Bashāʼ ir al-Islāmiyyah, Beirut, Lebanon, 2002, 1:191

[2] قاسمی، وحید الزمان، مولانا، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1422ھ، ص1470

Qasmī, Wahīd-uz-Zamān, Al-Qamus Al-Wahīd, Idara Islamiat, Lahore, 1422 AH, p. 1470

[3] عبد الفتاح ابو غدہ، مقدمۃ التحقیق، لسان المیزان، 1:79,80

ʿAbdul Fattāh Abu Ghuda, Muqadmat al-Tahaqiq, Lisān al-Mīzān, 1:79,80

[4] لسان المیزان کے قلمی نسخوں کیلئے الفہرس الشامل للتراث، موسسہ آل البیت، اردن، کی مراجعت کے جائے 3:1334

References 3:1334 Al-Fihrs al-Shamil for Traditions of the Manuscripts of the Language of Al-Mizan, Mussa Al-Al-Bayt, Jordan

[5] عبد الفتاح ابو غدہ، مقدمۃ التحقیق، لسان المیزان، 1:97,98,99

ʿAbdul Fattāh Abu Ghuda, Muqadmat al-Tahaqiq, Lisān al-Mīzān, 1:97,98,99

[6] ابن حجر عسقلانی، لسان المیزان، 1:208

Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Lisān al-Mīzān,1.208

[7] ایضا، 1:211.212

Ibid,1:211.212

[8] ایضا، 1:213

Ibid, 1:213

[9] ایضا، 1:412

Ibid, 1:412

[10] ایضا، 4:112,113

Ibid, 4:112,113

[11] ایضا، 6:166,167

Ibid, 6:166,167

[12] ایضا، 1:465

Ibid, 1:465

[13] ایضا، 1:560,561

Ibid, 1:560,561

[14] ایضا، 4:27,28

Ibid, 4:27,28

[15] ایضا، 1:219,229

Ibid, 1:219,229

[16] ایضا، 1:230

Ibid,1:203

[17] لسان المیزان، موسسہ العلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان، 1971، 1:415

Lisān al-Mīzān, Muassasah al-ʻIlmī lil-Maṭbūʻāt, Beirut, Lebanon, 1971, 1:415

[18] لسان المیزان، موسسہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان، 1986، 1:466,467

Lisān al-Mīzān, Muassasah al-A'lamī lil-Maṭbū ʻāt, Beirut, Lebanon, 1986, 1:466–467

[19] لسان المیزان، موسسہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان، 1971، 1:406,407

Lisān al-Mīzān, Muassasah al-A'lamī lil-Maṭbūāt, Beirut, Lebanon, 1971, 1:406–407

[20] لسان المیزان دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، لبنان ۲۰۰۲ء، 1:224,225

Lisān al-Mīzān, Dār al-Bashā'ir al-Islāmiyyah, Beirut, Lebanon, 2002, 1:224–225

[21] ایضا، 6:425

Ibid, 6:425

[22] ایضا، 8:244

Ibid, 8:244

[23] لسان المیزان، 2:151

Ibid, 2:151

[24] ایضا، 6:333

Ibid, 6:333

[25] ایضا، 1:151

Ibid, 1:151

[26] ایضا، 1:152

Ibid, 1:152

[27] ایضا

Ibid